اسلام اور عیسائیت

شیخ ابراہیم محمد الحقیل

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی تاریخی مہم☆

عیسائی مشنری اداروں کی سرگرمیاں دنیا بھر میں زوروں پر ہیں، بالخصوص پس ماندہ علاقوں اور افریقہ کے دور دراز دیہاتوں میں عیسائی مشنریوں نے اپنے بیسیوں مشن شروع کر رکھے ہیں۔ مسائل میں گھرے فاقہ زدہ انسان پیٹ بھرنے کی خاطر دھڑا دھڑ عیسائیت قبول کر رہے ہیں۔ اسلام کی موٴثر دعوت سے عیسائی ہمیشہ سے ہی خائف رہے ہیں کیونکہ دیگر مذاہب مخصوص اقوام تک محدود رہتے ہیں جبکہ اسلام کی دعوت ہر عقل وبصیرت رکھنے والے کو متاثر کرتی ہے۔ عیسائیوں نے اسلام کی قوت کے سامنے بند باندھنے کیلئے جدید ذرائع کے بھرپور استعمال کے ساتھ ساتھ اپنے خزانوں کے بھی منہ کھول رکھے ہیں۔

عیسائیت کے ان تبلیغی مشنوں کا چرچا اخبارات میں آئے روز چھپتا رہتا ہے۔ پاکستان میں عیسائیوں کی حیران کن چلت پھرت اور اسلام کش سرگرمیوں کی رپورٹ 'محدث' کے گذشتہ شمارے میں شائع کی گئی تھی۔ عربی زبان میں اسے حركة تنصيرية یعنی 'عیسائی بنانے کی تحریک' سے موسوم کیا جاتا ہے۔ عالم عرب میں بھی اس بارے میں بہت تشویش پائی جاتی ہے اور عربی مجلات ورسائل میں اس پر بیش بہا تحقیقی لٹریچر شائع ہو رہا ہے۔ اس موضوع کی اہمیت کی پیش نظر مجلس التحقیق الاسلامی کے 'شعبہٴ ترجمہ' میں مختلف عربی رسائل میں شائع ہونے والے اہم مقالات کے تراجم کئے گئے ہیں جنہیں محدث کی قریبی اشاعتوں میں شائع کیا جاتا رہے گا۔ زیر نظر مقالہ کا ترجمہ مجلس التحقیق الاسلامی کے رکن جناب محمد اسلم صدیق نے کیا ہے، جس پر مدیر مجلس التحقیق الاسلامی مولانا محمد رمضان سلفی نے نظر ثانی فرمائی ہے۔ (حسن مدنی)

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو جن وانس اور عرب وعجم تمام کے لئے پیغمبر بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ آپ انہیں کفر وشرک کی آندھیوں سے نکال کر راہِ ہدایت پر گامزن کردیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”اے نبی! ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں“ (سبا:۲۸) ...... فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

”اے پیغمبر! ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر اس لئے تاکہ تمام کائنات کے لئے رحمت کا ظہور ہو“

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیغمبر ﷺ کو اور اس کے بعد مسلمانوں کو یہ فریضہ تبلیغ انجام دینے کا فرض سونپا تو اب جن کے پاس یہ دعوت پہنچ چکی، ان کے لئے ہی دو راستے ہیں:

یا تو اس دعوت کو قبول کر کے دائرہٴ اسلام میں داخل ہوجائیں، ایسے لوگ مسلمانوں کے بھائی ہیں۔ انہیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان تمام فرائض کے وہ پابند ہوں گے جن کے تمام مسلمان پابند ہیں، فرمانِ الٰہی ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾

☆ لندن سے شائع ہونے والے عربی مجلہ 'البیان' کے شمارہ ۱۵۳ سے ماخوذ (صفحہ ۳۴ تا ۴۵)

''بے شک تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں'' (الحجرات:١٠)

اسی طرح فرمانِ رسول ﷺ ہے :

من أسلم من أهل الكتابين فله أجره مرتين وله ما لنا وعليه ما علينا (١)

''اہل کتاب (یہودونصاریٰ) میں سے جو شخص مسلمان ہوگیا تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ وہ ان تمام حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے ہم مستحق ہیں اور ان تمام فرائض کے پابند ہوں گے جن کے ہم پابند ہیں''

دوسرا راستہ یہ ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردیں تو اس صورت میں انہیں اختیار ہے کہ یا تو اسلام کے زیرنگیں اور امیرالمومنین کے تابع فرماں ہوکر جزیہ دینا قبول کرلیں یا پھر جنگ کے لئے تیار ہوجائیں، چنانچہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿قَاتِلُوْا الَّذِيْنَ لَايُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوْا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ﴾ (التوبۃ:٢٩)

''اہل کتاب میں سے جن لوگوں کا یہ حال ہے کہ نہ تو خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر، نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرا دیا ہے اور نہ ہی ان پر عمل پیرا ہیں تو مسلمانو! ان سے بھی جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اپنی خوشی سے جزیہ دینا قبول کرلیں اور حالت ایسی ہو کہ ان کی سرکشی ٹوٹ چکی ہو''

مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام اور اس کے اَحکام کا مطیع بنائیں، اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ﴾ (البقرہ:١٩٣)

''تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور یہ دین اللہ کے لئے ہوجائے''

تمام سلف اور مفسرین جیسے ابن عباسؓ، ابوالعالیہ، مجاہد، حسن بصری اور زید بن اسلم رحمہم اللہ وغیرہ کا اس آیت کے مطلب پر اتفاق ہے کہ اس وقت تک کافروں سے لڑو جب تک کہ شرک ناپید نہ ہوجائے اور تمام لوگ ایک اللہ کو اپنا الٰہ نہ مان لیں۔ اسی طرح پیغمبر عربی ﷺ کا فرمان ہے:

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں جب تک وہ کلمہ توحید کا اقرار نہ کرلیں﴿فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾ ''پھر اگر وہ باز آجائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا اور کسی پر دست درازی روا نہیں'' ...... پھر فرمایا: ''وہ شخص ظالم ہے جو لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرے، اس سے ہماری لڑائی ہے جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہہ دے'' (٢)

(١) مسند احمد بن حنبل: ٢٥٩/٥، معجم کبیر طبرانی: ٢٢٥/٧ نمبر ٧٧٨٦...... علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ نے اس حدیث کی نسبت مسند امام رویانیؒ کی طرف کی ہے اور اسے 'حسن' قرار دیا ہے، دیکھئے: السلسلة الصحيحة: رقم ٢٠٤

(٢) جامع البیان: ١٩٤/٢، الدر المنثور: ٣٧٠/١، تفسیر ابن کثیر: ٣٧١/١ (آیت المائدہ: ١٤٣)

لوگوں کو اسلام کے تابع کرنا کیوں ضروری ہے؟

اس سوال کا جواب قرآن کی یہ آیت ہے :

﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الإِسْلَامِ﴾ (آلِ عمران:۱۹) ''اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے''

اسلام ہی وہ نظامِ حیات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا۔ اُنہیں حکم دیا کہ وہ اپنے تمام فیصلے اسی کے مطابق کریں اور بصورتِ نزاع اسی کی طرف رجوع کریں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ عَمَّا جَاءَ كَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (المائدہ:۴۸)

''پھر اے محمدؐ! ہم نے تیری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور 'الکتاب' میں سے جو کچھ اس میں موجود ہے، اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ و نگہبان ہے۔ لہٰذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے، اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو''

ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اے محمد ﷺ! تمام لوگوں کے درمیان اس کتاب کے ساتھ فیصلہ کیجئے جو تیری طرف نازل کی گئی اور جو تجھ سے پہلے انبیاء پر اُتاری گئیں اور تیری شریعت نے انہیں منسوخ نہیں کیا، خواہ وہ لوگ عرب ہوں یا عجم، اُمی ہوں یا اہل کتاب'' (تفسیر ابن کثیر: ج۲، ص۱۰۵)

اور اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو یہ حکم دیا کہ وہ راست بازی کے ساتھ تورات اور انجیل کی پیروی کریں اور انہیں اپنا دستورِ زندگی بنائیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْئٍ حَتّٰى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (المائدة: ۶۸)

''اے اہل کتاب! تم ہرگز کسی اَصل پر نہیں ہو جب تک کہ تورات، انجیل اور دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے ربّ کی طرف سے نازل کی گئیں ہیں''

اور ان کا اپنی کتابوں پر عمل کرنا ان سے تقاضا کرتا ہے کہ محمد ﷺ کو نبی اور رسول مان کر اسلامی شریعت کو اختیار کرلیں کیونکہ ان کی کتابیں ہی آپ ﷺ کی نبوت کی پیشین گوئی کرتی ہیں اور انہیں آپ ﷺ کا متبع بننے کی دعوت دیتی ہیں۔

مسلمانوں کی عدل وانصاف پسندی

تاریخ شاہد ہے کہ اہل کفر کو جو عدل و انصاف اور امن امان اسلامی حکومت کے تحت ملا وہ کہیں میسر نہیں آیا۔ لیکن اس کے برعکس عیسائیوں نے مفتوح مسلمانوں پر سفاکی و بربریت کے وہ پہاڑ توڑے کہ اس کی مثال نہیں ملتی حتیٰ کہ وہ روشن خیال عیسائی جنہوں نے ان کے مذہب پر تنقید کی تھی، وہ بھی اہل کلیسا

کے ظلم سے نہ بچ سکے اور اہل کلیسا نے کرۂ ارض سے ان کا وجود مٹانے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

ابوعبید بن الجراحؓ اہل حمص پر جزیہ فرض کرنے کے بعد یرموک کی طرف بڑھے تو حمص کے عیسائیوں نے روتے ہوئے کہا کہ

> ''اے مسلمانوں کی جماعت! رومی اگرچہ ہمارے ہم مذہب ہیں لیکن اس کے باوجود آپ ہمیں ان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ عہد وفا کرتے ہیں، نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں، انصاف و مساوات برتتے ہیں۔ آپ کی حکمرانی خوب ہے لیکن رومیوں نے ہمارے اموال پر قبضہ کیا اور ہمارے گھروں کو لوٹا''
> (فتوح البلدان از بلاذری: ۱۳۷، کتاب الخراج از ابویوسف بحوالہ تاریخ الحضارة العربیة از محمد کرد: ۳۹/۱)

لبنان کے کچھ لوگوں نے خلیفہ کے خلاف بغاوت کی تو صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ان میں سے بعض بے گناہوں کو قتل کر دیا اور بعض کو جلاوطن کر دیا تو امام اوزاعیؒ نے انہیں لکھا:

> ''آپ کو معلوم ہے کہ جبل لبنان کے جلاوطن ذمیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بغاوت میں شریک نہیں تھے۔ جن میں سے بعض کو آپ نے قتل کیا اور بعض کو جلاوطن کر دیا۔ کیا مخصوص لوگوں کے جرم کی پاداش میں عام لوگوں کو پکڑنا اور انہیں ان کے گھروں اور جائدادوں سے بے دخل کرنا درست ہوسکتا ہے؟...... اللہ کا فرمان ہے ''کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا'' اگر کوئی حکم سب سے زیادہ لائق اتباع ہوسکتا ہے تو وہ اللہ کا ہی حکم ہے۔ اگر کوئی وصیت سب سے زیادہ حفاظت ونگہبانی کی مستحق ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی ہی وصیت ہے۔ چنانچہ پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:
> ''جو کسی ذمی پر ظلم کرے گا، اس کی طاقت سے زیادہ اسے تکلیف دے گا، میں روزِ قیامت اس سے جھگڑوں گا'' (صحیح سنن ابوداود: ۲۶۲۶، فتوح البلدان عن تاریخ الحضارة العربیة ۴۰/۱)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ صلیبیوں نے مفتوح مسلمانوں پر کیا ظلم ڈھائے:

جب عیسائیوں نے مسلمانوں سے اندلس چھینا تو ان کے لئے عیسائیت کو قبول کرنا لازمی قرار دیا اور ارضِ اندلس سے مسلمانوں کو وجود مٹانے کے لئے انہیں لرزہ خیز مظالم سے دوچار کیا۔ پھر صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے خلاف وحشت و بربریت کی وہ داستانیں رقم کیں جن کا اعتراف یورپ کی آئندہ نسلوں کو بھی کرنا پڑا۔ اس کے بعد استعمار کا زمانہ آیا جس میں مسلمانوں کو سامراجیت کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا...... مذکورہ بالا تمام تاریخی حقائق یہ ثابت کرتے ہیں کہ اگر دنیا کا کوئی قانون انصاف و امن مہیا کرسکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے، اس سے انحراف کرۂ ارض کے چپہ چپہ کو ظلم و فساد سے بھر دے گا۔ یہ ہماری بات نہیں بلکہ مغربی عیسائیوں نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مغربی مؤرخ ارنولڈ فتح مصر کے متعلق لکھتا ہے:

> ''مسلمان فاتحین مسلسل فتوحات حاصل کر رہے تھے۔ جب مسلمان مصر میں داخل ہوئے تو عیسائی باشندوں نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس کا بنیادی سبب دراصل یہ تھا کہ عیسائی رعایا بازنطینی سلاطین کے ظلم و ستم سے نالاں تھی اور اہل کلیسا کے متعلق تلخ کینہ اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھی۔''

(الدعوة فی الاسلام:۱۳۲)...... ارنولڈ مزید لکھتا ہے:

''وہ عیسائی قبائل جنہوں نے اسلام قبول کیا، انہیں اس پر مجبور نہیں کیا گیا تھا بلکہ انہوں نے اپنے اختیار اور ارادہ سے ایسا کیا تھا۔ مسلمان معاشروں میں بسنے والے اس دور کے عیسائی یقیناً مسلمانوں کی اس عالی ظرفی اور وسعتِ قلبی کی شہادت دیں گے'' (ایضاً)

فرنسی لیوٹی (Luit) لکھتا ہے کہ

''میں نے اسلام کے متعلق صرف کتابیں پڑھنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ میں نے شرق وغرب میں مسلمانوں کے درمیان ایک عرصہ گزارا ہے اور انہیں قریب سے دیکھا ہے۔ اب اگر کوئی گروہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام انتشار، لاقانونیت اور تعصب پر اُبھارتا ہے تو میں کہوں گا کہ ایسے بے سروپا دعووٴں کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں'' (الإسلام والحضارة العربية از محمد علی کرد:۱/۳۸)

مذہبی جبر

تاریخ عالم شاہد ہے کہ مسلمان فاتحین نے کبھی دوسری اَقوام کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ جب تک وہ مسلمانوں کے زیرنگیں رہے، انہیں مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی۔ مغربی مفکر جوسٹاف اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

''عرب دورِ حاضر کے سیاسی آدمیوں کی بہ نسبت زیادہ سیاسی حکمت ودانش اور بصیرت کے حامل تھے۔ وہ اس حقیقت کو خوب جانتے تھے کہ ایک قوم کے حالات دوسری قوم کے حالات سے باہم مشابہ نہیں ہوسکتے۔ چنانچہ انہوں نے مفتوح قوموں کی آزادئ فکر کو کبھی سلب نہیں کیا۔ انہیں اپنے قوانین، رسوم ورواج، عادات و اَطوار اور عقائد کو برقرار رکھنے کو مکمل آزادی دی۔'' (الإسلام والحضارة العربية از محمد علی کرد:۱/۵۶)

بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ یہ صرف حکمت ودانش ہی نہیں تھی بلکہ ایک اللہ کی طرف سے ایک دستورِ حیات تھا جو ان سے تقاضا کررہا تھا کہ ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾ ''دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے'' (البقرہ:۲۵۶)

جوسٹاف مزید لکھتا ہے کہ

''علاقوں پر علاقے فتح کرنا مسلمانوں کا مقصدِ اوّل نہ تھا اور نہ ہی یہ فتوحات انہیں برانگیختہ کرسکیں کہ وہ مغلوب قوموں پر ظلم وستم ڈھاتے جیسا کہ عموماً فاتحین فتح کے نشے میں سرشار ہوکر مفتوح اَقوام پر وحشیانہ مظالم کرتے تھے اور نہ ہی انہوں نے مغلوبین کو تہ تیغ کیا۔ جس دین کو وہ چہار سوئے عالم پھیلا دینے کا عزم لے کر نکلے تھے، کبھی کسی کو وہ دین قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو یقیناً غیر مطیع قومیں باغی ہوکر ان پر چڑھ دوڑتیں لہٰذا انہوں نے اس طوفان ہلاکت میں پڑنے کا خطرہ مول نہیں لیا لیکن اس کے بعد ملک شام پر قابض ہونے والے صلیبی اس ہلاکت کی لپیٹ سے نہ بچ سکے۔ بلکہ ہم نے دیکھا کہ جب مسلمان شام، مصر اور ہسپانیہ میں داخل ہوئے

تو انہوں نے وہاں کے باشندوں کے ساتھ انتہائی نرمی اور عالی ظرفی کا مظاہرہ کیا۔ ان کی عادات واَطوار عقائد اور مذہب سے بالکل تعرض نہیں کیا، نہ ہی انہیں دو گنے چوگنے محصولات اور ٹیکسوں کی زنجیروں میں جکڑا۔ صرف معمولی سا جزیہ لیا جاتا تھا جس کے عوض انہیں مکمل حفاظت اور اَمن وسلامتی کی ضمانت تھی اور یہ جزیہ ان ٹیکسوں کے مقابلے میں انتہائی کم تھا۔ میں نے آج تک نہ ایسی فاتح قوم دیکھی ہے جس نے ایسی رواداری اور بلند ظرفی کا مظاہرہ کیا ہو، نہ ایسے دین سے آشنا ہوا ہوں جو اپنے دامن میں ایسی لطافت، نرمی اور فراخدلی رکھتا ہو'' (الإسلام والحضارة العربية: ۱/۱۴۴)

عیسائیت کے مظالم

اس کے بالمقابل عیسائیوں نے مسلمانوں پر جو ظلم ڈھائے، ایک نظر اِسے بھی دیکھ لیجئے:

جب مسلمانوں کی آپس کی نااتفاقیاں عیسائیوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کو نہ روک سکیں اور مسلمانوں نے اس شرط پر کہ ان کے دین اور اَملاک سے تعرض نہیں کیا جائے گا، اپنی آخری پناہ گاہ غرناطہ بھی عیسائیوں کے حوالے کردی۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ عیسائی تمام عہد معاہدے توڑ کر سابقہ وحشت و بربریت اور تعصب کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آگئے اور مسلمانوں کو حکماً مجبور کیا کہ وہ یا تو عیسائی ہوجائیں یا پھر اس ملک سے نکل جائیں پھر مسلمانوں پر ظلم وستم کے وہ پہاڑ توڑے جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور ان مظالم پر مسلمانوں سے پہلے خود ان کے مفکرین اور موٴرخین نے انہیں تنقید کا نشانہ بنایا۔ مشہور فرانسیسی مورخ والٹیر **Voltaire** لکھتا ہے:

''جب مسلمانوں نے ہسپانیہ فتح کرلیا تو انہوں نے وہاں کے عیسائی باشندوں کو اسلام اختیار کرنے پر کبھی مجبور نہیں کیا۔ جبکہ سپینی جب غرناطہ پر قابض ہوئے تو کارڈینل خمنیس نے اپنے مذہبی جذبات سے مغلوب ہوکر یہ فیصلہ کیا کہ تمام عربوں کو عیسائی بنا لیا جائے۔ چنانچہ پچاس ہزار مسلمان جبراً عیسائی بنالئے گئے۔''

سپین کا مشہور موٴرخ فاریتی لکھتا ہے:

''تین ملین عرب مسلمانوں کو جلاوطن کردیا گیا اور اس جلاوطنی کے دوران تقریباً ایک لاکھ مسلمان تہ تیغ کردیئے گئے اور کچھ غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے۔'' (ایضاً: ۱/۲۵۲، ۲۵۳)

اسلام کے متعلق عیسائیوں کا رویہ

نبی ﷺ کی دعوتِ اسلام پر عیسائیوں کے دو گروہ ہوگئے تھے۔ ایک وہ گروہ تھا جو آپؐ پر ایمان لایا، آپؐ کی تصدیق کی اور یقین کرلیا کہ آپؐ کی دعوت برحق ہے کیونکہ ان کی کتابیں آپ ﷺ کے متعلق بشارت دے چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کی بات نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو انہوں نے اپنی قوم سے کہی تھی: ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِهِ اسْمُهٗ اَحْمَدُ﴾ (الصف:۶)

''بنی اسرائیل! میں تمہیں اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جس کا نام احمد ہوگا''

اس گروہ میں سب سے اوّل اسلام لانے والے نجاشیؓ تھے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو پناہ دی۔ ان کی ہر طرح مدد کی اور انہیں قریش کے ظلم وستم سے نجات دی۔ نجاشی کے ساتھ اس کی رعایا میں سے بھی کئی لوگ مسلمان ہوگئے تھے جو پہلے اپنے نبیؑ (عیسیٰ) پر ایمان لائے پھر محمدؐ پر ایمان لائے۔ ان کی توصیف اور عظیم اجروثواب کے متعلق کئی آیات نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وإن من اهل الكتاب لمن يومن بالله وما أنزل اليكم وما انزل اليهم خاشعين لله لا يشترون بأيات الله ثمنا قليلا أولئك لهم اجرهم عند ربهم إن الله سريع الحساب﴾ (آلِ عمران:۱۹۹)

''اہل کتاب میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی۔ اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے ان کا اجر ان کے ربّ کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا''

پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

''روزِ قیامت تین آدمی ایسے ہوں گے جنہیں دوہرا اجر دیا جائے گا: ان میں سے ایک آدمی وہ ہوگا جو اپنی شریعت پر بھی ایمان لایا اور اس کے بعد نبی ﷺ پر بھی ایمان لایا۔'' (مسند احمد: ۲۵۹/۵)

دوسرا گروہ وہ تھا جو آپؐ پر ایمان نہیں لایا۔ ان کے پھر دو فریق ہوگئے: ایک فریق ان لوگوں کا تھا جن سے جنگ کرنے کی نوبت نہیں آئی بلکہ وہ اس سے قبل ہی اسلامی حکومت کے تابع ہوگیا اور نبیؐ سے مصالحت کرلی اور جزیہ ادا کردیا، ایسے عیسائیوں کو 'ذمی' کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ علاقہ نجران اور دومة الجندل سے تعلق رکھتے تھے۔

دوسرا فریق وہ تھا جنہوں نے اسلامی حکومت کی اطاعت قبول نہیں کی بلکہ مسلمانوں سے جنگ کی یہ وہ لوگ تھے جن کے خلاف آپؐ خود بھی نکلے اور لشکر بھی روانہ کئے۔ یہ وہ عیسائی تھے جن کا تعلق تبوک اور موتہ سے تھا۔

مسلمان اور عیسائی میدانِ کارزار میں!

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان سب سے پہلا معرکہ 'موتہ' کے میدان میں لڑا گیا۔ پھر آپؐ تبوک کی طرف بڑھے لیکن جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ آپؐ کی وفات کے بعد خلفاءِ راشدین کا دور آیا۔ شام اور دیگر علاقوں میں 'یرموک' اور 'اجنادین' کے عظیم معرکے لڑے گئے۔ اللہ نے مسلمانوں کو کامیابی سے سرفراز فرمایا۔ اور بازنطینی حکومت تمام بلادِ شام سے دستبردار ہوگئی۔ اسلامی فوجیں آگے بڑھیں، روم وایران جیسی سپر طاقتیں پارہ پارہ کردی گئیں۔ یرموک اور اجنادین کے عظیم معرکوں نے عیسائیوں کی قوت

کو پاش پاش کردیا، اب بازنطینی حکومت کی قوت ٹوٹ چکی تھی لہٰذا وہ صلح پر تیار ہوگئے اور بیت المقدس کی چابیاں حضرت عمرؓ کے حوالے کردیں۔ حضرت عمرؓ نے خود معاہدہ لکھا اور ان پر جزیہ لازم قرار دیا۔ ان کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی اور ان کی شرائط کو پورا کیا۔

اس کے بعد اُموی اور عباسی دور آیا۔ فتوحات جاری رہیں حتیٰ کہ مسلمان یورپ کے اندر تک چلے گئے اور اندلس فتح کرلیا۔ نصرانی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور مسلمان وسط فرانس تک پہنچ گئے اور بحر متوسط کے جزیرہ روڈس Rhodes سے لے کر صقلیہ تک کے بڑے بڑے تمام جزیروں پر قبضہ کرنے کے بعد جزیرہ اٹلی Italia پر بھی قابض ہوگئے۔ پھر عیسائی فرقہ کیتھولک کے مرکز روما اور فرقہ آرتھوڈکس Aurtodix کے مرکز قسطنطنیہ کا محاصرہ کرلیا۔ ان تمام فتوحات کے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد اور جذبہ کارفرما تھا، وہ یہ کہ اللہ کا کلمہ اونچا ہوجائے اور لوگ لوگوں کی غلامی سے نکل کر اللہ کے غلام بن جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا کے بڑے بڑے لشکر بھی ان کا مقابلہ نہ کرسکے۔

وہ تو روما اور قسطنطنیہ کی فتح کے متعلق پیغمبرؐ کی پیشین گوئی کو سچ کردکھانے کے لئے نکلے تھے، قریب تھا کہ پورا یورپ ان کے زیرنگیں ہوجاتا لیکن اللہ کو منظور نہ تھا اور مسلمان معرکہ بلاط الشہداء (جو مغربی کتب میں 'توربواتیہ' کے نام سے موسوم ہے) میں ہزیمت سے دوچار ہوئے۔ یہ ۱۱۴ھ بمطابق ۷۳۲ء کا واقعہ ہے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کا سپہ سالار 'عبدالرحمٰن الغافقی' اور عیسائی فوجوں کی قیادت شارل مارٹل کررہا تھا جسے عیسائی 'قائداعظم' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اس نے یورپ کو مسلمانوں سے بازیاب کرایا تھا۔ مسلمانوں کی شکست کی وجہ مؤرخین یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں مشغول ہوگئے تھے۔

پورا اَندلس عیسائی بنالیا گیا!

مؤرخین لکھتے ہیں:

''عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کا آغاز اندلس سے کیا، اس کے ساتھ ساتھ مشرق کے اسلامی ممالک پر بھی حملے کرنا شروع کردیئے''

مشہور مؤرخ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ

''مسلمان علاقوں کی طرف عیسائیوں کی پیش قدمی اور ان پر حملوں کا آغاز ۴۷۸ھ سے ہوا پھر آہستہ آہستہ وہ طلیطلہ اور دیگر بلادِ اندلس پر قابض ہوگئے۔ ۴۸۴ھ میں انہوں نے جزیرہ طلیطلہ پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کرلیا پھر ۴۹۰ھ میں انہوں نے بلادِ شام کی طرف پیش قدمی کی۔ (الکامل ۸/۱۸۵)

اندلس کی تاریخ عیسائیوں کی طرف سے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے لرزہ خیز مظالم کی داستانوں سے لبریز ہے۔ عیسائیوں نے اسلام کو مٹانے کا عزمِ صمیم کرلیا تھا جس کی خاطر وہ تمام عہدوپیمان

پامال کردیئے گئے جو مسلمانوں سے کئے گئے تھے۔ اس دور کا سپینی مؤرخ لکھتا ہے کہ

''فرنینڈس جب غرناطہ کا حکمران بنا تو کلیسا کے متعصّب کیتھولک پادری اِصرار کے ساتھ اس سے یہ مطالبہ کر رہے تھے کہ طائفہ محمد (ﷺ) کا وجود ارضِ سپین سے مٹا دیا جائے جو مسلمان یہاں رہنا چاہتے ہیں وہ یا تو عیسائیت قبول کرلیں یا اپنی جائیدادیں فروخت کرکے مغرب کی طرف نکل جائیں''

کلیسا کے متعصب پادریوں کے بڑھتے ہوئے دباؤ کے سامنے عیسائی حکمران بے بس ہوگئے۔ انہوں نے وہ تمام عہد و پیمان ایک طرف کردیئے جو غرناطہ پر قبضہ کے وقت مسلمانوں سے کئے گئے تھے۔ اور نہایت ظالمانہ اور تشدد آمیز طریقے سے مسلمانوں کے تمام حقوق غصب کر لئے گئے۔ مساجد بند کردی گئیں، ان کے رسم و رواج، مذہب اور طرزِ معاشرت پر پابندی لگا دی گئی۔ انہیں اپنے عقائد اور شریعت پر عمل کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اسی طرح مسلمانوں سے کئے گئے تمام عہد نامے گویا ایک ایک کرکے پھاڑ دیئے گئے۔ علامہ مقریؒ لکھتے ہیں کہ

''مسلمانوں نے غرناطہ عیسائیوں کے حوالے نہ کیا، جب تک انہوں نے ۶۷ شرائط تسلیم نہ کرلیں۔ ان میں یہ شرائط سرفہرست تھیں کہ ان کو پوری مذہبی آزادی ہوگی۔ مسلمان اپنے رسوم و رواج، روایات، زبان اور لباس کے استعمال کو قائم رکھنے کے مجاز ہوں گے۔ مسلمانوں کی اَراضی اور جائیداد کو مکمل تحفظ حاصل ہوگا لیکن جونہی دغاباز عیسائیوں کو کنٹرول حاصل ہوا تو انہوں نے تمام عہد و پیمان پس پشت ڈال دیئے۔''

۹۰۵ھ میں ایک دفعہ پھر عیسائیوں نے اَندلس کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی ٹھانی۔ غرناطہ کے تمام فقہا کو جمع کیا گیا اور انہیں تحفے تحائف سے نوازا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے بعض نے عیسائیت قبول کرلی۔ بعض دیگر مسلمانوں بھی ان کی اتباع میں عیسائی بن گئے۔ اُمرا اور وزرا کا طبقہ اپنی جائیدادوں کے تحفظ کے لئے پہلے ہی عیسائی بن چکا تھا۔ یہ وہ بدبخت تھے جنہوں نے دنیا کی خاطر اپنے دین کو بیچ ڈالا۔ ولا حول ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم!

غرناطہ میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی یہ تحریک مرکزیت حاصل کرچکی تھی۔ محلّہ بیازین (پرانا غرناطہ) کی مسجد کو گرجا میں تبدیل کردیا گیا تاکہ یہ تحریک پورے اندلس میں پھیل جائے۔ پھر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے سرزمین اَندلس سے اسلام کا وجود مٹا دینے کا تہیہ کرلیا۔ اسقفِ اعظم (کارڈینل Cordinal) نے اندھی مذہبی عزت سے مغلوب ہوکر اپنی مسلم کش پالیسی کی ابتدا اس طرح کی کہ غرناطہ کے علمی ذخیروں سے عربی زبان کی لاکھوں کتابیں میدان رملہ میں جمع کرکے جلا دیں اور سوائے طب کی تین صد کتب کے ایک بھی کتاب باقی نہ چھوڑی۔ اس کے بعد پورے اندلس سے عربی کتب کو چن چن کر آگ کے حوالے کردیا۔ مشہور مؤرّخ لبون لکھتا ہے کہ

''کارڈینل نے غرناطہ میں صرف عربوں کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اَسی ہزار قلمی مخطوطے جلا دیئے۔

دوسرے شہروں میں جلائے جانے والے مخطوطے اس کے علاوہ تھے۔ اس طرح گویا اس نے یہ سمجھا کہ وہ اپنے دین کے دشمنوں کا نام ہمیشہ کے لئے تاریخ کے اَوراق سے محو کردے گا لیکن اسے یہ یاد نہ رہا کہ مسلمانوں کے آٹھ سو سال کے کارنامے اور تہذیب و تمدن اور طرزِ معاشرت کے گہرے نقوش صدیوں تک ان کے نام کو زندہ رکھنے کے لئے کافی ہیں۔''

امریکی مؤرخ ولیم برسکوٹ لکھتا ہے کہ

''کتب کشی کا یہ اندوہناک عمل انجام دینے والا کوئی جاہل یا گنوار نہیں تھا بلکہ ایک تہذیب یافتہ پختہ عالم تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ یہ سانحہ اس وقت رونما ہوا جب یورپ جہالت کے گھٹا ٹوپ تاریکیوں سے نکل چکا تھا اور اس پر علم کی روشن صبح طلوع ہوچکی تھی'' (دولة الاسلام فی الاندلس: ۳۱۸/۶)

عربی کتب کو جلانے کا یہ عمل صرف اندھے تعصب کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اس کے پس پردہ اندلس کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی سوچی سمجھی اسکیم کارفرما تھی۔ کیونکہ کتبِ عربیہ کا وجود مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے عمل میں تاخیر کا سبب بن سکتا تھا اور دوسری طرف یہ خطرہ تھا کہ کہیں عیسائی بننے والے مسلمان ان کتابوں کے مطالعہ سے دوبارہ اسلام کی طرف نہ پلٹ آئیں لہٰذا اس علمی وراثت کا قلع قمع ہی ان کے نزدیک ضروری ٹھہرا۔

مشہور مستشرق سیمونیٹ، کارڈینل کے اس گھناؤنے فعل کا دِفاع کرتے ہوئے اس منصوبے اور ہدف کی صراحت اِن اَلفاظ میں کرتا ہے:

''کتابوں کو جلانے کا جو کام کارڈینل نے انجام دیا تھا، اس پر اسے تنقید کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اس نے تو ایک نقصان دہ چیز کا خاتمہ کیا تھا اور وبا کے وقت متعدی عناصر کو ختم کرنا ہی دانشمندی اور قابل تحسین عمل ہوتا ہے۔ کیتھولک کے حکمران فرینڈس اور آزابیلا کو مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے یہ حکم دینا پڑا کہ شریعت اور دین کے متعلق تمام مذہبی کتب مسلمانوں سے واپس لے کر جلا دی جائیں، صرف وہی کتابیں چھوڑی جائیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔'' (ایضاً)

اب ہم یہ خلاصہ بیان کرتے ہیں کہ عیسائیوں نے اَرضِ اندلس سے اسلام کو مٹانے اور عیسائیت کو فروغ دینے کے لئے کون کون سے اسلوب اختیار کئے:

سب سے پہلے ۹۰۵ھ میں مسلمانوں کو دعوت وتبلیغ سے عیسائی بنانے کی مہم کا آغاز کیا گیا جس سے بعض وزرا اور امرا محض اپنے جان و مال کے تحفظ کی خاطر عیسائی بن گئے۔

۹۰۶ھ کے بعد یہ طے ہوا کہ مسلمانوں کو دنیاوی لالچ اور تالیفِ قلوب کے ذریعے عیسائی بنایا جائے اور انہیں دیگر رعایا کے برابر حقوق دیئے جائیں۔ (دولة الاسلام فی الأندلس: ۳۲۰/۶)

اس کے بعد حکومت نے یہ قانون پاس کیا کہ تین برس سے پندرہ برس تک کے مسلمان بچوں کو عیسائی نظریہ تعلیم پڑھایا جائے اور ان پر عیسائیت کے تمام اَحکام لاگو کردیئے جائیں۔ اگر ان کے والدین

اس پر رضا مند نہ ہوتے تو مسلمان بچوں کو زبردستی پکڑ کر لے جاتے اور ان کا بپتسمہ کردیتے۔ (بپتسمہ عیسائی مذہب کی ایک رسم ہے جس کی رو سے بچہ کے پیدا ہوتے ہی اس پر مقدس پانی کے چھینٹے ڈالے جاتے ہیں اور اسے عیسائی مان لیا جاتا ہے) اس مذہبی جبر کا جواز یہ پیش کیا گیا کہ عرب بھی پہلے عیسائی ہی تھے۔ (الإسلام والحضارة العربية: ۲۵۳/۱)

۹۰۷ھ میں فرنینڈس اور اس کی بیوی ازابیلا نے یہ قانون نافذ کیا کہ یا تو تمام مسلمان عیسائیت اختیار کرلیں یا پھر اندلس سے نکل جائیں اور اس قانون کا جواز یہ بنایا گیا کہ اللہ نے ہم دونوں کو یہ فرض سونپا ہے کہ ہم ارضِ غرناطہ کو کفر سے پاک کریں لہٰذا مسلمانوں کا یہاں رہنا ممنوع ہے۔ اس قانون کو نہ ماننے والوں کی یا تو جائیدادیں ضبط کرلی گئیں یا انہیں موت کے منہ میں دھکیل دیا گیا۔ جس پر مسلمانوں نے سلطانِ مصر کی طرف خط لکھا اور مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنائے جانے کے متعلق انہیں آگاہ کیا لیکن عیسائی بادشاہ نے شاہِ مصر کی طرف ایک وفد بھیج کر اسے مسلمانوں کے متعلق مطمئن کردیا اور شاہِ مصر مسلمانوں کی کوئی مدد نہ کرسکا۔

جس طور پر مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جارہے تھے، انہیں تہ تیغ کیا اور انہیں تبدیلی مذہب پر مجبور کیا جارہا تھا اور حکومت جس طرح بدعہدی کا مظاہرہ کررہی تھی، یہ نہ صرف غرناطہ بلکہ پورے اندلس کے مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت بن چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے پہاڑوں کو مسکن بنا کر اس ظلم کے خلاف بغاوت کردی۔ عیسائیوں نے اس بغاوت کو سختی سے کچل دیا اور قتل وغارت کا وہ بازار گرم کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے بعد انہوں نے یہ قانون جاری کیا کہ تمام مسلمانوں کے لئے اعلانیہ یا خفیہ اسلحہ رکھنا ممنوع ہے۔ جن مسلمانوں نے اس قانون کی مخالفت کی، پہلے انہیں قید اور ضبطی جائیداد کی سزا دی گئی اور اس کے بعد موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ طرفہ تماشہ یہ ہوا کہ عیسائیت قبول کرنے والے مسلمان بھی اس قانون کی گرفت سے نہ بچ سکے۔ جہاں ان پر اسلحہ رکھنے پر پابندی تھی، وہاں یہ بھی پابندی تھی کہ وہ اپنی جائیداد نصرانی حکومت کی اجازت کے بغیر فروخت کرکے نہیں جاسکتے۔ جس نے اس قانون سے ذرا انحراف کیا، پہلے اس کی جائیداد ضبط کی گئی پھر اُسے تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ بہت سے عیسائیت اختیار کرنے والے مسلمان اپنی جائیدادیں فروخت کرکے مغرب کی طرف چلے گئے اور وہاں پہنچ کر دوبارہ مسلمان ہوگئے۔

بعض وہ مسلمان جو دِل سے مسلمان تھے لیکن اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کرنے کے لئے انہوں نے اپنے مکانوں پر صلیبیں لگالیں۔ چونکہ حکومت کے پاس ان کے ناموں کی لسٹیں موجود تھیں، اس لئے اس قسم کی تدبیریں انہیں نفع نہ دے سکیں اور انہیں ملک بدر کردیا گیا۔ ان کی جلاوطنی کی داستان بڑی غمناک، دردناک اور تاریخ انسانیت کی دکھ بھری مثال تھی۔ پھر کیا ہوا کہ بعض مسلمانوں نے نااُمید ہوکر اپنے گھر

گرا کر انہیں آگ لگا کر خود اپنی ہلاکت کا سامان کرلیا اور بعض نے اپنی اولاد کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا اور پھر خودکشی کرلی۔ اور اکثر وہ بدنصیب تھے جو بھوک، شدت غم اور بیماری کی بھینٹ چڑھ گئے!!

اس کے بعد جبراً عیسائی بنانے کی مہم کا آغاز ہوا۔ مسلمانوں کے لئے عیسائیت میں داخل ہونے یا اُندلس سے نکل جانے کے درمیان فیصلہ کرنے کا دور بڑا کٹھن دور تھا۔ بہت سے مسلمانوں نے عیسائیت قبول کرلی اور بہت سارے اُندلس کو خیر باد کہہ گئے۔ شروع میں اس قانون کو زیادہ سختی سے نافذ نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن ۹۳۰ھ میں پادریوں نے بادشاہ کو پھر بھڑکایا جس کے اثر میں آکر اس نے پھر ایک قانون جاری کیا جس میں یہ طے پایا کہ تمام مسلمان عیسائیت قبول کرلیں ورنہ سپین سے نکل جائیں۔ اس بار اس قانون کو سختی سے نافذ کیا گیا اور جس نے عیسائیت اختیار کرنے سے انکار کیا اور مقررہ مدت میں سپین سے نہ نکلا، اسے ہمیشہ کے لئے جیل ڈال دیا گیا اور تمام مساجد گرجوں میں تبدیل کردی گئیں۔

مسلمانوں کے لئے یہ ظلم ناقابل برداشت تھا، انہوں نے اندلس کے عیسائی شہنشاہ کے سامنے اس ظلم کے خلاف آواز بلند کی۔ شہنشاہ نے بڑے بڑے علماء اور ججز پر مشتمل ایک عدالت قائم کی تاکہ مسلمانوں کے اس دعویٰ کا جائزہ لیا جائے۔ اس عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ مسلمانوں کو عیسائیت پہ مجبور کرنا درست اقدام ہے۔ جواز یہ پیش کیا گیا کہ اس طرح مسلمان موت، جلاوطنی، قید اور ضبطی جائیداد کے خطرے سے محفوظ ہوجائیں گے۔

ایک ذمہ دار مغربی مسیحی مؤرخ اس ظالمانہ فیصلہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے:

> ''اس طرح مسلمانوں کو قانونی طور پر عیسائی تصور کرلیا گیا جو گویا ایک طاقتور نے کمزور پر، غالب نے مغلوب پر اور آقا نے غلام پر فرض کردی تھی۔ اس فیصلہ کے بعد فرمانِ شاہی جاری ہوا کہ تمام وہ مسلمان جنہیں جبراً عیسائی بنایا گیا ہے، انہیں سپین میں رہنے پر مجبور کیا جائے کیونکہ اب وہ عیسائی بن چکے ہیں۔ اسی طرح ان کی اولاد کو بھی عیسائی بنالیا جائے۔ جو عیسائیت سے مرتد ہو، اسے موت اور ضبطی جائیداد کی سزا دی جائے اور جو مساجد ابھی تک باقی ہیں، انہی گرجوں میں تبدیل کردیا جائے'' (دولة الإسلام فی الأندلس:۶/۳۵۱)

اس کے بعد ایک محکمہ تفتیش قائم کیا گیا جس کا کام مسلمانوں سے عیسائی بننے والوں کی طرزِ معاشرت اور رہن سہن کی نگرانی کرنا تھا کہ آیا ان کی طرزِ معاشرت کیتھولک طرزِ فکر کے مطابق ہے یا نہیں؟ اس محکمہ کا دوسرا کام یہ تھا کہ غیر کیتھولک عیسائیوں کو کیتھولک عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے۔ چنانچہ وہ یہودی اور مسلمان جو درپردہ عیسائی نہیں ہوئے تھے، انہوں نے محکمہ تفتیش کے کارندوں سے بچنے کے لئے پہاڑوں اور ٹیلوں میں پناہ لی جس پر یہ فرمانِ شاہی صادر ہوا کہ فرار ہونے والوں کو پکڑ کر محکمہ تفتیش کے حوالہ کیا جائے۔ جب مسلمانوں کے لئے یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے اندلس سے فرار

ہونا شروع کر دیا تو حکومت نے ایک اور قانون جاری کیا کہ کسی بھی ملاح یا تاجر پر حرام ہے کہ وہ کسی نو عیسائی کو بغیر سپیشل پرمٹ کے اپنے ساتھ لے جائے۔(دولة الإسلام في الأندلس:۳۳۲/۶)

پھر وہ دور آیا کہ اسلامی شعائر کو تبدیل کرنے کے بعد مسلمانوں کے طرزِ معاشرت، رسم و رواج، زبان، عربی لباس بلکہ عربی نام اور اَلقاب تک بدل ڈالے گئے۔ عورتوں کو پردہ کرنے اور مہندی لگانے سے منع کر دیا گیا اور مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ عیسائیوں کی طرح پتلونیں اور ٹوپیاں پہنیں اور اپنے مکانوں کے دروازے، جمعہ، عیدین اور اپنے مذہبی تہواروں کے موقع پر کھلے رکھیں تاکہ حکومتی کارندے گھروں میں ہونے والی رسومات کا جائزہ لے سکیں۔

اگر کوئی آدمی محمد (ﷺ) کی تعریف کرتے ہوئے یا یہ کہتے ہوئے کہ عیسیٰ علیہ السلام معبود نہیں تھے بلکہ صرف رسول تھے، پکڑ لیا جاتا تو اسے مرتد سمجھ کر موت کے سپرد کر دیا جاتا اور ہر عیسائی کے لئے ضروری تھا کہ وہ عیسائی بننے والے مسلمانوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھے اور اس کی رپورٹ حکومت تک پہنچائے کہ آیا وہ اسلامی طرزِ معاشرت تو اختیار نہیں کرتے، جمعہ کے روز گوشت تو نہیں کھاتے۔ غرض رمضان کے روزے رکھنا یا اس کے دوران صدقہ کرنا یا غروبِ آفتاب کے وقت کوئی چیز کھانا پینا یا طلوعِ فجر سے پہلے کھانا، پینا اور خنزیر کا گوشت نہ کھانا، شراب نہ پینا، وضو کرنا، مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا، اپنی اولاد کے سروں پر ہاتھ پھیرنا، مردوں کو غسل دینا، ان کی تجہیز و تکفین کرنا اور انہیں عیسائیوں کے قبرستان میں دفن نہ کرنا، یہ سب اس بات کی علامات تھیں کہ یہ لوگ عیسائیت سے مرتد ہو گئے ہیں۔(دولة الإسلام في الأندلس:۳۴۵/۶، ۳۴۶، ۳۵۷، تاريخ الاحتلال الإسباني:۱۳۱/۱۳، انطونیو لورٹی کی کتاب المورسكيون)

سب سے پہلے اسلامی شعائر کو جڑ سے اکھیڑا گیا۔ پھر ان عادات اور رسوم و رواج کو ختم کیا گیا جو مسلمانوں کی شناخت تھے۔ اسی طرح اندلس سے اسلام کا وہ چراغ گل ہو گیا جس نے اپنی ضیا پاشیوں سے پورے اَندلس کو روشن کر دیا تھا۔ پھر تقریباً ۱۶۰۳ء بمطابق ۱۰۱۰ھ میں عربوں کو مکمل طور پر ارضِ اندلس سے نکال دینے کا آخری فیصلہ ہوا۔ دو سال کے اندر نصف ملین مسلمان وہاں سے کوچ کر گئے اور جزیرہ نما اندلس سے اِسلام کی بساط لپیٹ دی گئی۔ لا حول ولا قوة الا بالله العلي العليم

صلیبی جنگیں

مغربی مؤرخین نے صلیبی جنگوں کو مختلف ناموں سے تعبیر کیا ہے جیسے ''دیارِ مقدسہ کا قصد'' ''حضرت عیسیٰ کی خاطر جنگ''، ''عیسائیوں کی سرگرمیاں، سمندر پار''، ''حضرت عیسیٰ کی قبر مقدس کو آزاد کرانے کے لئے جنگ'' وغیرہ وغیرہ۔(مدخل إلىٰ تاريخ حركة التنصير از ڈاکٹر ممدوح حسن:۱۰، ۱۱، ماهية

الحروب الصلیبیة از قاسم عبدہ قاسم: ۲۳۹)

مسلمان مؤرخین ابن جوزی، ابن اثیر، ابن کثیر وغیرہ نے ان جنگوں کو 'صلیبی جنگوں' کا نام دیا ہے۔ (الحروب الصلیبیة فی المشرق والمغرب: ۱۸۶) تجزیہ نگاروں نے صلیبی جنگوں کے مختلف اَسباب واَہداف ذکر کئے ہیں جیسے مسلمانوں سے جنون کی حد تک انتقام کا جذبہ، مسلمانوں کی معیشت اور دولت پر قبضہ کرنے اور نصاریٰ کی اِقتصادی حالت کو مضبوط بنانے کا نشہ وغیرہ وغیرہ لیکن حقیقی محرک اور اہم مقصد مذہب 'عیسائیت کی ترویج' تھی۔ مسلمانوں سے انتقام کا جذبہ اور اِقتصادی اور دنیاوی مفاد عام عیسائیوں کے مقاصد تو ہوسکتے ہیں جنہیں مشرق اسلامی میں اپنے مقدس مقامات سے کوئی سروکار نہ تھا۔ چنانچہ عیسائی مدبرین اور قائدین نے ان جنگوں کے لئے حوصلہ افزا تعداد جمع کرنے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر اُبھارنے کے لئے ان اسباب سے فائدہ اُٹھایا۔ ظاہر ہے ان اسباب کو سمجھنے کے لئے صلیبی فوجوں اور عوام کے نظریات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ ان قائدین اور محرکین کے نظریات کا اِعتبار ہوگا جنہوں نے ان جنگوں کے شعلے بھڑکائے تھے۔ کیونکہ فوج ان کے بل بوتے پر چلتی ہے اور عوامُ الناس کو ویسے ہی ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

صلیبی جنگوں کا دورانیہ دوصدیوں پر محیط ہے، ان کا آغاز ۴۸۹ھ میں پطرس الناسک **Pierre'l Ermite** کے حملہ سے ہوا اور ۶۹۰ھ میں مسلمانوں کے ہاتھوں سقوطِ عکّہ کے بعد ان کا اختتام ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی صلیبی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ عکہ کی شکست اور مشرقِ اسلامی میں صلیبی حکومت کے خاتمہ کے بعد پوپ نیفولا چہارم نے ایک دفعہ پھر یورپی عیسائیوں کو اپنے مواعظ اور تقریروں سے مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ انہیں مشرقِ وسطیٰ میں صلیبی ممالک کے چھن جانے کی خبر دی۔ عکہ او ربیت المقدس کو واپس لینے کے لئے اہل کلیسا کی کانفرنسیں منعقد کیں لیکن یورپیوں میں کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی کیونکہ وہ مسلسل خون آشام جنگوں میں تھک کر چور ہوگئے تھے۔ اور انہوں نے اس نقصان کو محسوس کرلیا تھا جو دوصدیوں کے دوران اُنہیں برداشت کرنا پڑا۔ (الحروب الصلیبیة فی المشرق: ۶۴۲)

صلیبی حملوں کا عالم اسلام پر اثر

صلیبی جنگوں سے مشرقِ وسطیٰ میں مسلم اُمہ پر انتہائی بُرے اثرات مرتب ہوئے:

مسلمانوں کو وحشیانہ طریقے سے ذبح کیا گیا۔ پہلے ہی حملے میں صلیبیوں نے اہل انطاکیہ کو نیست و نابود کردیا اور بیت المقدس میں ۷۰ ہزار سے زائد مسلمانوں کو ذبح کیا گیا۔ کتنے ہی ایسے علاقے تھے کہ وہاں کے محاصرے میں آئے مسلمانوں کو امن وامان کا وعدہ دے کر اس سے ہتھیار ڈلوالئے گئے، پھر عہد شکنی کرکے نہایت وحشیانہ طریقے سے انہیں قتل کردیا گیا جیساکہ انگلستان کے بادشاہ رچرڈ

نے کیا جو 'شیر دل' کے نام سے مشہور تھا۔ (المنتظم: ۱۷/۷۴، تاریخ ابن خلدون: ۲۵/۵) (۱)

۲۔ مشرقِ وسطیٰ کے کئی اسلامی ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ وہاں سے مسلمانوں کو نکال باہر کیا گیا۔ حمص، بعلبک، حماۃ، عسقلان، قنسرین، طبریہ جیسے عظیم الشان شہر تاخت و تاراج کر دیئے گئے۔ بعض شہر ایسے تھے جو مسلمانوں نے دورانِ محاصرہ خود اپنے ہاتھوں سے اُکھاڑ دیئے تاکہ صلیبی ان شہروں سے کوئی فائدہ نہ اٹھاسکیں، شائد کہ انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ دوبارہ وہ کبھی ان شہروں میں آباد نہ ہوسکیں گے۔ (النوادر السلطانیہ: ۲۳۵، السلوك لمعرفة دول الملوك: ۱۰۶/۱)، مغربی مفکر جیک دی ذیتری لکھتا ہے کہ صلیبیوں نے حمص، بعلبك اور حماۃ کو بار بار لوٹا تاکہ مسلمان انہیں ٹیکس دینے پر راضی ہوجائیں۔ دیکھئے ماهية الحروب الصليبية : ۲۳۳

۳۔ لاکھوں مسلمانوں کو جلاوطن کردیا گیا کیونکہ صلیبیوں کا مقصد نو آبادیاں قائم کرنا تھا۔

۴۔ صلیبی جنگوں سے اِستعماری طاقتوں کا راستہ ہموار ہوا اور یہی جنگیں بعد میں ترکوں کے تنزل اور انحطاط کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں اور مسلمان طویل عرصہ تک کے لئے سامراجیت کی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے۔ صلیبی جنگوں میں جب تمام مسیحی دنیا کی مجموعی طاقت اِسلامی قوت کوٹس سے مس نہ کرسکی اور انہیں یقین ہوگیا کہ مشرقی مسلمانوں کو عسکری قوت سے مغلوب نہیں کیا جاسکتا تو اس بات نے انہیں مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ سوچنے پر مجبور کردیا۔ چنانچہ انہوں نے یہ تہیہ کیا کہ مسلمانوں پر فکری یلغار کی جائے ان کے دلوں سے روحِ جہاد نکال دی جائے۔ ان میں خانہ جنگی کروا کر ان کی جنگی قوت کو تباہ کردیا جائے اور اِقتصادی طور پر انہیں اپنا دست نگر بنا لیا جائے۔ مغربی مصنف **Kigk** لکھتا ہے کہ

> "صلیبی جنگوں نے مغربی اقوام کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اُجاگر کیا، ان کے اَذہان کو کھولا اور وہ تہذیب وتمدن میں اَہل مشرق کے درجہ کو پہنچ گئے جو اس سے قبل علم وفلسفہ، اَدب وشاعری، تہذیب وشائستگی اور تمدن میں اہل مغرب پر فوقیت رکھتے تھے۔ اس تہذیبی ترقی اور عسکری جنگ کی پے در پے شکستوں نے یورپین کو متوجہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ فکری جنگ کا آغاز کریں۔"

مغربی مفکر **Oman** لکھتا ہے کہ

> "صلیبی جنگوں نے 'اِستشراق' کا بیج بویا۔ مغربی لوگ مختلف اُمور میں مسلمانوں کے رجحانات سے

---

(۱) صلیبیوں نے داخلہ بیت المقدس کے موقع پر فتح کے نشہ میں سرشار ہوکر مجبور مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا، ان کا ذکر ایک مسیحی مؤرخ ان الفاظ میں کرتا ہے :

"بیت المقدس میں فاتحانہ داخلہ پر صلیبی 'مجاہدین' نے ایسا قتل عام مچایا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان صلیبیوں کے گھوڑے جو مسجد عمر میں سوار ہوکر گئے تھے، گھٹنے گھٹنے خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بچوں کی ٹانگیں پکڑ کر ان کو دیوار سے دے مارا جاتا، یا ان کو چکر دے کر فصیل سے پھینک دیا جاتا۔" (انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا: ج ۷، ص ۶۲)

واقفیت حاصل کرنے کے لئے عربی زبان اور اسلامی نظریات کو پڑھنے کی طرف متوجہ ہوئے۔ عربی زبان اور اسلامی علوم کی تعلیم کے لئے ۱۲۷۶ھ کو 'میراہا' میں پادریوں کے لئے ایک یونیورسٹی قائم کی گئی۔ اس کے علاوہ پیرس اور لوفان میں مشرقی زبانوں کی تعلیم کے لئے مختلف کورسز شروع کئے گئے۔ (الحروب الصليبية لاحمد شبلی ۹۲)

عسکری معرکوں میں جب عیسائیوں کی کمر ٹوٹ چکی تو انہوں نے مسلمانوں میں عیسائیت کا پرچار کرنے کے لئے مختلف تبلیغی مشنز کا آغاز کیا۔ اس مقصد کے لئے تیرہویں عیسوی میں ملک شام میں دو یونیورسٹیاں قائم کی گئیں: ایک الفرنسیکان جو پوپ فرانسس کی طرف منسوب ہے۔ دوسری ڈومنیکان جو پوپ ڈومنیک کی طرف منسوب ہے۔ یہاں باقاعدہ عیسائی مشنری تیار کئے جاتے ہیں جو عربی زبان اور اسلامی علوم میں مکمل دسترس کے حامل ہوتے ہیں اور یہ دستور اس وقت سے آج تک رائج ہے۔

عیسائیت کی تبلیغ کرنے والے ادارے

عیسائیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کے بارے میں ایک تحقیقی رپورٹ کے مطابق اس وقت دنیا بھر میں عیسائیت پھیلانے والے ۳۸۷ عالمی ادارے کام کررہے ہیں، جن میں سے ۲۵۴ ادارے خاطر خواہ نتائج حاصل کررہے ہیں اور ان کا دائرۂ کار کافی حد تک وسیع ہوچکا ہے۔ ان میں ہر ادارہ دس سالوں کے اندر دس ہزار گھنٹے تبلیغی سرگرمیوں پر صرف کرتا ہے اور دس ہزار ڈالر سالانہ خرچ کرتا ہے۔ پھر ۲۵۴/اداروں میں سے ۳۳/ادارے ایسے ہیں جو بہت بڑے تصور کئے جاتے ہیں اور امدادی سرگرمیوں پر سالانہ سوملین ڈالر خرچ کرتے ہیں۔ ان بڑے اداروں میں سب سے بڑا ادارہ دنیا بھر میں ۵۵۰ ملین ڈالر سالانہ خرچ کرتا ہے۔

اگرچہ عیسائیوں کے پاس مادّی وسائل کے بے پناہ ذرائع ہیں لیکن ان کا استعمال مناسب طریقے سے نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر ۱۹۱۸ء میں ایک عیسائی ادارے کے لئے ۳۳۶/ملین ڈالر فنڈ اکٹھا کیا گیا۔ جو ایک ہفتہ کے اندر اندر ختم کردیا گیا۔ اسی طرح ۱۹۸۸ء میں امریکہ میں ایک بہت بڑے عیسائی ادارے کیلئے ۱۵۰/ڈالر جمع کئے گئے جو اچانک غائب کردیئے گئے۔ اس بددیانتی کی ذمہ داری بڑے بڑے مشنریوں خصوصاً امریکی پوپ باکیر اور جیمی سواغارت پر عائد ہوتی ہے جن کے ہاتھ میں چرچوں کی قیادت ہے۔

امدادی سرگرمیاں

اسلام کو مغلوب کرنے کے لئے اپنے سیاسی اختیارات، مالی وسائل اور ذرائع ابلاغ کو بروئے کار لانے والے عیسائی مشنری عالمی چرچوں کی مادّی قوت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اٹھارویں صدی میں عیسائیت کا پرچار کرنے والی ایک عالمی تنظیم نے امدادی سرگرمیوں پر ۱۴۵ بلین ڈالر سالانہ کے حساب سے خرچ کئے اور ۴۱ ملین مشنری عیسائیت کی تبلیغ میں مصروفِ کار ہیں۔ بڑی بڑی ۱۳ ہزار

لائبریریاں کام کر رہی ہیں۔ ہر سال مختلف زبانوں میں ۲۲ ہزار پمفلٹ شائع کئے جاتے ہیں۔ صرف ایک سال کے اندر کتابوں کے ۴ بلین نسخے تقسیم کئے گئے۔ ۱۸۰۰ ٹی وی چینل دنیا کے کونے کونے میں عیسائیت کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ کلیسا کی عیسائی تنظیمیں ۳ ملین کمپیوٹر استعمال کر رہی ہیں اور کمپیوٹر کے عیسائی ماہرین کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کہ وہ ایک جدید قسم کا مسیحی لشکر ہے۔

۱۹۸۵ء میں ایشیا اور افریقہ میں مغربی عیسائی مشنریوں کی تعداد ۴ ملین تھی جبکہ مغرب میں ۳۵۰۰ عیسائی تنظیمیں تبلیغ میں مصروفِ عمل ہیں۔ ان تنظیموں میں کام کرنے والے مشنریوں کی تعداد ۳۵ ملین ہے اور مغرب اس مشن پر کثیر سرمایہ صرف کر رہا ہے۔ انٹرنیشنل کرسچین انسائیکلوپیڈیا کا مقالہ نگار ڈیوڈ وارمن لکھتا ہے کہ

> ''عیسائی مشنریوں نے صرف سال ۱۹۷۰ کے دوران دنیا بھر میں ۷۰ بلین ڈالر خرچ کئے اور سال ۱۹۸۰ء کے دوران ۱۰۰ بلین ڈالر خرچ کئے گئے۔ اس کے بعد سال ۱۹۸۵ء کے لئے ۱۲۷ بلین ڈالر مختص کئے گئے اور اس بڑھتی ہوئی امدادی سرگرمیوں کے پیش نظر اس فنڈ کی مقدار ۲۰۰ بلین ڈالر سے تجاوز کر جائے گی۔''

۱۹۹۹ء کے اَعداد و شمار کے مطابق عیسائیت کے بارے میں رپورٹ

عیسائی مشنوں کے اعداد و شمار	سال 1970ء	سال 1999ء	سال 2025ء
ارتھوڈکس فرقہ کی تعداد	47,520,000	74,500,000	110,000,000
پروٹسٹنٹ فرقہ کی تعداد	147,369,000	222,120,000	271,755,000
کیتھولک فرقہ کی تعداد	233,800,000	321,358,000	461,808,000
افریقہ میں عیسائیوں کی تعداد	671,441,000	1,040,018,000	1,376,282,000
سمندر پار مشنریوں کی تعداد	120,257,000	333,368,000	668,142,000
ملکی مشنریوں کی تعداد	240,000	415,000	550,000
چرچوں کے فنڈز کی مقدار	70 بلین ڈالر	1,489 بلین ڈالر	26 بلین ڈالر امریکی
عیسائیت پر لکھی جانے والی کتب	17,100	24,800	70,000
عیسائیت کے پرچار میں شائع ہونیوالے رسائل	23,000	33,700	100,000
شائع ہونے والی اناجیل کی تعداد	251 ملین	2,149,341,000	4,430,000,000
عیسائیت کی تبلیغ کرنے والے ریڈیو اسٹیشن اور ٹی وی چینل	1,230	3,770	10,000
دنیا بھر میں عیسائیت کے فروغ کے لئے بننے والے منصوبہ جات کی تعداد	510	1,340	3,000